بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انجمن احباب اہلِ سنّت

کے سلسلۂ تبلیغ

سبیلِ ہدایت

کی ۱۳۰ ویں پیش کش

مناقبِ حضرت امیرِ معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیرونی حضرات ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

پتہ برائے رابطہ

ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری ناظم انجمن احباب اہلِ سنّت

سہنسہ آزاد کشمیر

ہدیہ : دعائے خیر حق ممبران انجمن ھذا

رسالہ مبارکہ مناقب[1] حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
امّا بعد گذشتہ دنوں ہمیں ایک شخص سے گفتگو کا اتفاق ہوا جس نے کہا کہ حضرات
خلفائے ثلاثہ (ابوبکر و عمر و عثمان) رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو صحابی ہیں اور میں
ان کے ناموں کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کو جائز جانتا ہوں
مگر معاویہ نہ تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نہ ان کے نام کے ساتھ
حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز ہے۔ جب اس سے اس کی وجہ پوچھی
گئی تو اس نے کہا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ تو اس لیے صحابی اور قابلِ احترام
ہیں کہ ان کی خلافتوں کو مولائے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے تسلیم کیا
ان کے ساتھ مل کر کام کئے اور ان کی آپس میں جنگیں نہیں ہوئی تھیں۔ لیکن
معاویہ نے بنی ہاشم سے تین جنگیں لڑی ہیں اس لئے میں ہاشمی ہونے کی وجہ سے
ان کو نہ صحابی مانتا ہوں اور نہ ان کے نام کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ عنہ
کہتا ہوں:
اس شخص کو صحیح مسئلہ بتایا گیا لیکن وہ اپنے اس عقیدۂ باطلہ سے باز نہ

---

[1] محدث جلیل امام ابوعیسیٰ ترمذی نے جامع الترمذی باب المناقب میں مناقب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عنوان قائم فرمایا ہے۔ ان کی پیروی میں ہم نے اس رسالہ کا نام بھی یہی رکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آیا تو ہم نے عامۃ المسلمین کے ایمان کی حفاظت کے لئے یہ مختصر رسالہ مناقب
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ
اسے ذریعہ نجات بنائے آمین بجاہ النبی الامی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

مختصر حالاتِ زندگی: شیخ ولی الدین خطیب تبریزی لکھتے ہیں۔
حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما قریش کی شاخ بنو امیہ
سے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہما ہے۔ حضرت معاویہ
اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما دونوں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے
اور[1] مؤلفۃ القلوب میں شامل رہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کاتبان وحی میں سے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے وحی میں سے
کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط لکھنے پر مامور تھے
حضرت[3] عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما نے حضرت

---

[1] قال السیوطی اسلم ھو وابوہ یوم فتح مکۃ وشھد حنیناً وکان من المؤلفۃ قلوبھم ثم حسن اسلامہ اھ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

[2] قال جلال الدین السیوطی وکان احد الکتاب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

[3] قال السیوطی روی لہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ حدیث وثلاثۃ وستون حدیثاً۔ روی عنہ من الصحابۃ ابن عباس وابن عمر وابن الزبیر وابوالدرداء وجریر البجلی والنعمان بن بشیر وغیرھم ومن التابعین ابن المسیب وحمید بن عبدالرحمٰن وغیرھما۔ اھ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ۱۶۳ حدیثیں روایت کی ہیں آپ اپنے بھائی حضرت یزید بن ابوسفیان[1] کی وفات پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں شام کے والی بنے۔ اور وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔ ۴۱ھ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کے حوالے کر دی تو آپ بیس سال کے عرصہ تک پوری اسلامی دنیا کے خلیفہ رہے۔ پھر رجب[2] ۶۰ھ میں آپ نے لقوہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر دمشق میں چوراسی برس کی عمر میں وفات فرمائی۔ آپ اپنی عمر کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے "اے کاش میں ذی طویٰ کے علاقہ میں قریش کا ایک عام آدمی ہوتا اور میں خلافت کے امر سے کچھ نہ دیکھتا اور ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازار، چادر، قمیص چند موئے مبارک اور ناخن مقدس تھے۔ وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص میں کفن دینا۔ ان کی ازار میرے کفن کی ازار اور ان کی چادر میرے کفن کی چادر بنانا۔ میرے نتھنوں، منہ اور سجدہ

---

[1] قال السیوطی لما بعث ابوبکر الجیوش الی الشام سار معاویۃ مع اخیہ یزید بن ابی سفیان فلما مات یزید استخلفہ علی دمشق فاقرہ عمر ثم اقرہ عثمان وجمع لہ الشام کلہ فاقام امیرا عشرین سنۃ وخلیفۃ عشرین سنۃ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹)

[2] آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۸ رجب بعض کے نزدیک ۱۵ رجب اور بعض کے نزدیک ۲۲ رجب ہے (روزنامہ تحفہ گوجرانوالہ ۶ فروری ۱۹۹۱ء)

کی جگہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور ناخن رکھنا پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔" (اکمال فی اسماء الرجال ص ۲۳)۔

فضائل و مناقب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں حدیثیں[1] موجود ہیں امام عبدالعزیز فرہاوی صاحب نبراس نے اپنی کتاب "الناھیۃ عن طعن امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ" میں آپ کے اکیس فضائل و مناقب ذکر کیے ہیں۔ ہم یہاں اختصار کے پیش نظر آپ کے مناقب تبرکاً پیش کرتے ہیں، وباللہ التوفیق۔

علم و نجات کی دعا: امام احمد مسند میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا[2]۔ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِہِ الْعَذَابَ۔ اے اللہ معاویہ کو کتاب اللہ (قرآن مجید) اور حساب کا علم عطا فرما اور ان کو عذاب سے بچا۔ (الناھیۃ ص ۱۴۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹۔ مکتوبات امام ربانی ص $\frac{315}{120}$)

---

[1] قال الجلال السیوطی وقد ورد فی فضلہ احادیث قلما تثبت اخرج الترمذی وحسنہ عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرۃ الصحابی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واخرج احمد فی مسندہ عن العرباض بن ساریۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹)

ھدایت کی دُعا: محدث ابو عیسیٰ ترمذی حضرت عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے حق میں فرمایا اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہٖ۔ اے اللہ اسے ہدایت دہندہ ہدایت یافتہ بنا اور اس کے سبب سے ہدایت دے۔ ہٰذا حدیث حسن غریب (ترمذی شریف صفحہ $\frac{۲۴۷}{۲ج}$ مشکوٰۃ شریف صفحہ $\frac{۲۶۴}{۲ج}$) (الناھیۃ صفحہ ۱۵)۔ (مکتوبات امام ربانی صفحہ $\frac{۴۱۵}{۲ج}$)

سبب ھدایت ھونے کی دُعا: اور یہی محدث جلیل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب حمص کی ولایت حضرت عمیر بن سعد سے لے کر حضرت معاویہ کو دی تو لوگوں نے کہا عمرؓ نے عمیر کو معزول کیا اور معاویہ کو والی بنایا۔ یہ سن کر حضرت عمیر نے فرمایا لاتذکروا معاویۃ الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ یقول اللّٰھم اھد بہٖ۔ تم معاویہ کو نہ یاد کرو مگر بھلائی سے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے اللہ اسے[1] ہدایت کا ذریعہ بنا۔ (سنن ترمذی صفحہ $\frac{۲۴۸}{۲ج}$)

---

[1] قلت ویؤید ذلک ماروی رزین عن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوٰۃ صفحہ $\frac{۲۲۳}{۲ج}$) لان معاویۃ منھم فھو کالنجوم ایضاً کما لا یخفی

یہ دُعائیں مقبول ھیں! امام طیبی شرح مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ولا ارتیاب[2] ان دعاءہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب فمن کان ھذا حالہ کیف یرتاب فی حقہ۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا مقبول ہے سو جس شخص کا حال یہ ہو اس کی بزرگی کے بارہ میں شک کیسے کیا جا سکتا ہے؟ (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۴ جلد دوم حاشیہ نمبر ۴)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی تھے: مفتی حرمین امام احمد طبری نے کتاب خلاصۃ السیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبانِ وحی یہ تیرہ اصحاب تھے ابو بکر، عمر، عثمان، علی، عامر بن فہیرہ، عبد اللہ بن ارقم، ابی بن کعب، ثابت بن قیس بن شماس، خالد بن سعید ابن العاص، حنظلہ بن ربیع اسلمی، زید بن ثابت، معاویہ ابن ابی سفیان اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

وکان معاویۃ وزید الزمھم لذلک واخصھم بہ۔ اور معاویہ اور زید رضی اللہ عنہما باقی کاتبانِ وحی کی بنسبت کتابت وحی کے کام سے زیادہ التزام واختصاص رکھتے تھے (الناھیۃ صفحہ ۱۵)

---

[2] مجدد الف ثانی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں رسول اللہ کی دُعائیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ودُعائے آنحضرت مقبول است اور آنحضرت کی یہ دُعائیں مقبول ہیں (مکتوبات صفحہ $\frac{۴۱۵}{۱ج}$)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں وشہد حنینا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حنین کی جنگ میں شریک جہاد ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء صـ ۱۴۸) بدیں وجہ جب حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ عمر بن عبدالعزیز افضل ہیں یا معاویہ بن ابی سفیان؟ تو فرمایا غبارٌ دخل فی انف فرس معاویۃ حین غزا فی رکاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من کذا و کذا من عمر بن عبدالعزیز۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے تو اس وقت اُن کے گھوڑے کے نتھنے میں جو غبار داخل ہوا تھا وہ عمر بن عبدالعزیز سے اتنے اتنے درجے بہتر ہے۔ (الناھیۃ عن طعن امیر المؤمنین معاویۃ رضی اللہ عنہ صـ ۱۴)۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عظیم محدث تھے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار علماء صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ چنانچہ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر اور اپنی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور ان سے حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابن عباس حضرت ابوسعید، حضرت جریر بجلی اور دیگر صحابہ کی ایک جماعت نے اور تابعین میں سے جبیر، ابوادریس خولانی، سعید ابن المسیب، خالد بن معدان، ابوصالح

سمان، سعید، ہمام بن منبہ اور کثیر مخلوق نے حدیثیں روایت کی ہیں امام بخاری نے صحیح بخاری میں آٹھ اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں حضرت معاویہ سے حدیثیں روایت کی ہیں حالانکہ ان دونوں کی شرطیں بہت سخت اور کڑی ہیں اور وہ غیر ثقہ، غیر ضابط اور کاذب راوی سے کوئی شئے روایت نہیں کرتے ہیں"۔ (الناھیۃ صـ ۱۷)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے: محدث جلیل امام محمد بن اسماعیل بخاری ابن ابی ملیکہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا۔ کیا آپ کو امیر المومنین معاویہ پر اس وجہ سے کوئی اعتراض ہے کہ وہ وتر کی صرف ایک رکعت پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا۔ اَصَابَ اِنَّہٗ فقیہ"۔ انہوں نے درست کیا ہے کیونکہ وہ فقیہ (مجتہد) ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا دَعْہُ فانّہ صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" انہیں چھوڑو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ چکے ہیں۔

اس حدیث کے ضمن میں صاحب نبراس فرماتے ہیں۔ بلاشبہ فقہاء نے آپ کے اجتہاد پہ اعتماد کیا ہے۔ ولہذا جب وہ صحابہ کے اجتہاد کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کا بھی تذکرہ

ا؎ ومن اعتقاد اھل السنّۃ والجماعت ان معاویہ لم یکن فی ایام علی خلیفۃ وانما کان من الملوک وغایۃ اجتہادہ ایضًا انہٗ کان لہٗ اجرٌ واحد علیٰ اجتہادہ (الصواعق المحرقہ صـ ۲۱۶)

کرتے ہیں۔ (الناصیتہ صـ۲۶)

اور مولوی غلام غوث ہزاروی لکھتے ہیں۔ "دعہ فانہ کی حدیث دلالت
کرتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا یا فقیہ ہونا اُن
کی نکتہ چینی سے منع کرتا ہے اور اس بات کو لازم کرتا ہے کہ اُن کی
صرف نیکیوں ہی کو ذکر کیا جائے۔" (الذّب عن الصحابۃ صـ۱۸)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے!

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے
حضرت معافی بن عمران سے عرض کیا۔ عمر بن عبدالعزیز اور معاویہ میں کون
افضل ہے؟۔ آپ نے غصہ سے فرمایا لایقاس احدباصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
معاویۃ صاحبہ وصھرہ وکاتبہ وامینہ علی وحی اللہ عزوجل۔ کسی شخص
کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے۔ معاویہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، سُسرالی رشتہ والے، کاتب اور
امین وحی تھے۔ (شفا شریف صـ۴۳/۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالہ ہیں!

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی
بہن اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں اس وجہ سے آپ رسول اللہ
کے سالہ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سُسرالی رشتہ داروں
کے حق میں فرمایا: بلاشبہ اللہ نے مجھے چُنا اور میرے صحابہ کو چُنا پھر انہیں
میرے ساتھی، میرے سُسرالی رشتہ والے اور میرے مددگار بنایا اور عنقریب

ان کے بعد ایک قوم آئے گی جو انہیں گالیاں دے گی۔ تم اُن (گستاخوں)
کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ان کے ساتھ مل کر کھاؤ۔ نہ ان سے رشتہ داری کرو
نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ہمراہ نماز پڑھو۔ (نزھۃ الناظرین
صـ۳۶)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عاشق رسول تھے! :- قاضی عیاض مالکی
لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سُنا کہ عابس بن ربیعہ رسول اللہ
سے مشابہت رکھتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کے گھر کے دروازہ سے داخل
ہوئے تو وہ ان کی تعظیم کے لئے چارپائی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ان
سے ملاقات کی اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ان کے لئے
مرغاب نامی علاقہ بطور جاگیر کے وقف کردیا اس وجہ سے کہ وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے (شفا شریف صـ۴۰/۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ متبع سُنت تھے!

امام البغوی شرح السنۃ میں ابومجلز سے
روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نکلے درآں حالیکہ حضرت عبداللہ بن عامر اور
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر
ابن عامر تو کھڑے ہوگئے مگر ابن الزبیر بیٹھے رہے۔ یہ دیکھ کر حضرت معاویہ
نے فرمایا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ
بات پسند کرے کہ لوگ اس کے آگے کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ

میں بنائے۔ (الناھیۃ صـ۲۳)

مقام غور ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی بناء پر اپنے لئے قیام تعظیمی کو پسند نہیں فرمایا یہ سنت کی پیروی اور حدیث پر عمل کی وجہ سے تھا۔ سو اس سے آپ کے متبع سنت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ کا یزید نامی شخص ہوگا۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عامل بالسنۃ تھے (الناھیہ صـ۳۰)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صاحب عدالت صحابی تھے!

امام قسطلانی شرح بخاری شریف میں لکھتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔ اور امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں۔ ھو من عدول الفضلاء والصحابۃ الخیار۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چوٹی کے صاحب عدالت فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے تھے۔ اور صاحب نبراس لکھتے ہیں۔ ویکتب المحدثون بعد اسمہ رضی اللہ عنہ کسائر الصحابۃ بلا فرق۔ اور محدثین معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بعد سب صحابہ کے ناموں کی طرح کوئی فرق کئے بغیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ (الناھیہ صـ۱۷)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اہلِ بیت کا ادب کرتے تھے

امام احمد بن حنبل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن کی زبان چوسا کرتے تھے۔ اور یقیناً

جس زبان اور جن ہونٹوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسا ہے وہ ہرگز عذاب میں مبتلا نہ ہوں گے

ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا۔ میں آپ کو ایک انعام دوں گا جو میں نے آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیا ہے اور نہ آپ کے بعد کسی کو دوں گا۔ یہ فرما کر آپ نے چار سو ہزار دینار کا عطیہ انہیں پیش کیا جو انہوں نے قبول فرمالیا۔ (الناھیہ صـ۲۷)

حضرت معاویہ کی بخشش ہوچکی ہے!

محدث ابن عساکر ضعیف[1] سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ابوبکر وعمر وعثمان اذ اقبل علیؓ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لمعاویۃ اتحب علیاً قال نعم قال انھا ستکون بینکم ھنیھۃ قال معاویۃ فما بعد ذلک یا رسول اللہ قال عفو اللہ ورضوانہ قال رضینا بقضاء اللہ۔ میں، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ سے فرمایا کیا

---

[1] فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہوتی ہے۔ کما فی کتب اصحابنا الحنفیۃ واللہ اعلم۔

آپ علی سے محبت رکھتے ہیں میں نے کہا ہاں۔ فرمایا عنقریب تمہارے
درمیان جنگ ہوگی۔ حضرت معاویہ نے عرض کیا یارسول اللہ اس کے بعد
کیا ہوگا۔ فرمایا اللہ کی معافی اور اس کی رضامندی۔ عرض کیا پھر ہم اللہ
کی قضا پر راضی ہیں اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ ولو شاء اللہ ما
اقتتلوا ولکن اللہ یفعل ما یرید۔ (الناھیۃ ص۳۰)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ اسلام تھے؛

امام جلال الدین سیوطی روایت بیان کرتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم
جب بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے یہ عرب کا کسریٰ
ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹)

اور کعب الاحبار نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے برسراقتدار آنے سے پہلے ہی
فرمادیا تھا کہ اس امت کا کوئی شخص اتنے بڑے ملک کا مالک نہیں ہوگا
جتنے بڑے ملک کے مالک معاویہ ہونگے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تاریخ الخلفاء ۱۴۹)

اور خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ کو
یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے معاویہ جب آپ بادشاہ بنیں گے تو لوگوں سے
اچھا سلوک کرنا۔ اس وقت سے مجھے بادشاہی ملنے کی امید رہی۔ (تاریخ الخلفاء
ص ۱۴۹ مکتوبات امام ربانی ص ۴۱۶/۲)

اور صاحب بہار شریعت لکھتے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول
ملوک اسلام ہیں۔ اسی کی طرف تورات مقدس میں اشارہ ہے کہ مولدہ

بمکۃ ومھاجرہ طیبۃ وملکہ بالشام نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم
مکہ میں پیدا ہوں گے مدینہ کو ہجرت فرمائیں گے اور ان کی سلطنت شام
میں ہوگی۔ سو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ
نے ایک فوج جرار جان نثار کے ساتھ عین میدان جنگ میں بالقصد بالاختیار
ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ
پر بیعت فرمالی۔ اور اس صلح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
پسند فرمایا تھا اور اس کی بشارت دی تھی کہ امام حسن کی نسبت
فرمایا تھا کہ ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین
عظیمتین من المسلمین۔ میرا بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ
اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرادے
گا۔ سو امیر معاویہ (معاذ اللہ) پر فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً
حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ
وسلم، بلکہ حضرت اللہ عزوجل وعلا پر طعن کرنے والا ہے"
(بہار شریعت جلد اول ص ۷۵)

معاویہ رضی اللہ عنہ کامیاب حکمران تھے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں
نے چالیس سال کی طویل مدت تک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین کے دور سعید میں کامیابی سے حکومت کی ہے۔ انہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے شام کا والی بنایا۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ والیوں کی درستی اور نادرستی میں بہت کوشش فرمایا کرتے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی حکومت کو برقرار رکھا۔ (الناہیہ ص۲۶)

معاویہ رضی اللہ عنہ عادل حکمران تھے

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: کیف یکون جائرا وقد صح انہ رضی اللہ عنہ کان اماما عادلا فی حقوق اللہ سبحانہ وفی حقوق المسلمین کما فی الصواعق۔ حضرت معاویہ فاسق کیسے ہوں گے جب کہ صحت سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ اللہ سبحانہ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق میں عادل تھے۔ جیسا کہ امام ابن حجر نے کتاب "صواعق محرقہ" میں ذکر فرمایا ہے (مکتوبات امام ربانی جلد اول ص۲۱۵)

معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے

شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی کتاب الاسالیب البدیعہ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعہ کے ص۴۶۷ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین ص۸۰ ج ۱ سے نقل کرتے ہیں۔ "اما خلافۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی

اللہ تعالی عنہما فثابتۃ صحیحۃ بعد موت علی وبعد خلع الحسن بن علی رضی اللہ عنہما نفسہ عن الخلافۃ وتسلیمھا الی معاویۃ لرأی راہ الحسن ومصلحۃ عامۃ تحققت لہ وھی حقن دماء المسلمین وتحقیق قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحسن رضی اللہ عنہ ان ابنی ھذا سید یصلح اللہ تعالی بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین فوجبت امامتہ بعقد الحسن لہ فسمی عامہ عام الجماعۃ لارتفاع الخلاف بین الجمیع واتباع الکل لمعاویۃ رضی اللہ عنہ لانہ لم یکن ھناک منازع ثالث فی الخلافۃ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دستبرداری اور اسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت اور صحیح ہے۔ امام حسن نے یہ دستبرداری کسی مصلحت کی وجہ سے اختیار فرمائی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ مسلمانوں کا خون بہنے سے بچ جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول حق ثابت ہو جائے کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا "بلاشبہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح پیدا کرے گا۔ پس حضرت حسن رضی اللہ عنہ

کی صلح کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت ہو گئی اور اس سال کو مسلمانوں کے ایک امام پر جمع ہو جانے کی وجہ جمع کا سال کہا گیا ہے کیونکہ اس وقت خلافت کا کوئی دعویدار حضرت حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ نہ تھا (الاسالیب البدیعہ ص ۲۶۷)

خلافۃِ معاویہ رضی اللہ عنہ حدیث سے ثابت ہے!

اور یہی امام مذکورہ بالا کتاب میں حضرت غوث پاک کی کتاب غنیۃ الطالبین ہی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وخلافۃ مذکورۃ فی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال تدور رحی الاسلام خمسا وثلاثین سنۃ او ستا وثلاثین او سبعا وثلاثین" والمراد بالرحی فی ھذا الحدیث القوۃ فی الدین والخمس السنین الفاضلۃ من الثلاثین فھی من جملۃ خلافۃ معاویۃ الی تمام تسع عشرۃ سنۃ وشھور لان الثلاثین کملت بعلی رضی اللہ عنہ کما بینا اھ کلام الشیخ سیدی عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں مذکور ہے۔ اور وہ آپ کا یہ ارشاد ہے کہ اسلام کی چکی پینتیس سال یا چھتیس سال

یا سینتالیس سال تک گھومے گی۔ اور اس حدیث میں چکی گھومنے سے مراد دین میں قوت کا موجود رہنا ہے۔ اور تیس کے بعد کے پانچ چھ یا سات سال حضرت رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حصہ ہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تیس سال پر ختم ہو گئی تھی۔ (الاسالیب البدیعہ ص ۲۶۷)

گستاخِ معاویہ رضی اللہ عنہ جہنمی ہے!

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں "علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔ ومن یکون یطعن فی معاویہ۔ فذالک من کلاب الہاویہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔" (احکام شریعت ص ۱۰۳)

گستاخِ معاویہ رضی اللہ عنہ اہل سنت سے خارج ہے!

امام صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی و گمراہی و استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی (خارج از اہل سنۃ) ہے۔ اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے۔ مثلاً "حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے

والد ابوسفیان اور ان کی والدہ ہندہ رضی اللہ عنہم اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین" (بہار شریعت ص۳۳ ج ۱)

مشاجرتِ صحابہ (رض) کی شرعی حیثیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ ظاہری میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی باہمی رنجشوں کو خود بیان فرمایا اس پیش گوئی کے مطابق حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں ناچاکی پیدا ہوئی اور نوبت جنگ تک پہنچی۔ مگر اس سے کوئی صحابی اسلام یا صحابیت سے خارج نہیں ہوا۔ لہٰذا سب اصحابِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام امت پر فرض ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی عقیدت و ادب کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین!

وھٰذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھٰذہ الرسالۃ المبارکۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنّہ العظیم و رسولہ الکریم صلے اللہ علیہ وسلم وانا الفقیر ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی القریشی الھاشمی غفر اللہ تعالیٰ لہ خادم الافتاء بالجامعۃ الحیدریۃ فضل المدارس ببلدۃ سھنسہ من مضافات آزاد کشمیر۔ ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ